353

سلسلہ منبر اللجنۃ العلمیۃ

2026

خطبہ جمعۃ المبارک

التبیان
Islamic Center

بعنوان

صلح جوئی کی اہمیت وفضیلت

اور صلح کروانے کے آداب



01 مئی 2026ء

13 ذوالقعدہ 1447ھ

خطبہ رائٹر

حافظ زبیر بن خالد مرجالوی حفظہ اللہ تعالیٰ

زیر اہتمام التبیان اسلامک سنٹر لاہور پاکستان

0308-6222418 0311-1701903

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صلح جوئی کی اہمیت وفضیلت

اور صلح کروانے کے آداب

خطبہ جمعہ کے اہم عناصر

❁ لڑنے اور جھگڑنے کی ممانعت ❁ صلح کروانے کی اہمیت ❁ صلح کروانے کے فضائل

❁ صلح کروانے کے معاشرتی صورتیں ❁ صلح کروانے کے آداب

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

اَمَّا بَعدُ فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ :إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (الحجرات :10)

’’مومن تو بھائی ہی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔‘‘

سامعین محترم! اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کے جو اعمال پسند ہیں ان میں ایک صلح صفائی کرنا اور کروانا ہے۔ چونکہ ہر انسان کا مزاج اور طبیعت دوسرے سے مختلف ہوتا ہے اس لیے اکٹھے رہن سہن، لین دین اور باہمی معاملات وتعلقات میں اکثر اوقات دوسرے کی خلافِ مزاج باتوں سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور یہ غلط فہمیاں بڑھتے بڑھتے نفرت وعداوت، قطع کلامی وقطع تعلقی، دشمنی ولڑائی جھگڑے، خون خرابے اور قتل و غارت تک جا پہنچتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاشرے میں فساد شروع ہو جاتا ہے، انسانی نظامِ زندگی تباہ ہو کر رہ جاتا ہے، حتیٰ کہ خاندانوں کے خاندان اجڑ جاتے ہیں۔ اس موقع پر اسلام ہماری خوب رہنمائی کرتا اور مسلمانوں کے درمیان صلح صفائی کروانے کی ترغیب دیتا ہے۔ قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر صلح کی اہمیت وضرورت، اس کی ترغیب اور خاندانی ومعاشرتی نظام زندگی میں اس کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے، اسے ’خیر‘ سے تعبیر کیا گیا ہے، اسے ضروری قرار دیا گیا ہے اور ایسے لوگوں کی مدح وتعریف بیان کی گئی ہے جو صلح پسند ہوں۔

حضرات گرامی! بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج کا مسلمان صلح وصفائی کی ذمہ داری نبھانے

کے بجائے پہلے تو وہ یہ کہہ کر گزر جاتا ہے کہ دوسروں کے معاملات سے ہمیں کیا؟ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے اگر مسلمانوں کے دو گروہ میں آپسی اختلافات ہو تو مسلمانوں کی یہ اولین اور اہم ترین اجتماعی ذمہ داری ہے کہ ان کے درمیان عدالت کے اصول کے مطابق صلح کروائیں، دشمنیوں، کدورتوں اور نفرتوں کو محبتوں میں تبدیل کرنے کی حتی الوسع سعی کریں نہ کہ تماش بین بنے رہیں اور اختلافات، تفرقہ اور کے اسباب وعوامل کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی سنجیدہ کوشش کریں تاکہ دونوں متخاصم افراد کے درمیان دوبارہ نزاعی کیفیت پیدا نہ ہو جائے۔

موجودہ دور کے مسلمان کا دوسرا اور خطرناک رویہ یہ ہے کہ وہ خانگی و دیگر اختلافات میں مزید اضافہ کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ اگر میاں بیوی، ساس بہو، خسر داماد، بھائی بہن یا دیگر افراد خاندان کے درمیان کسی وجہ سے نا اتفاقی ہے تو خاندان کے دیگر افراد پر لازم ہے کہ وہ ناراض رشتہ داروں کے درمیان صلح وصفائی کرائیں۔ لیکن دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ باہمی نفرت وعداوت کو ختم کرنے، متنفر قلوب کو قریب کرنے، ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے، بگڑے ہوئے تعلقات کو مضبوط بنانے اور ناراض افراد میں مصالحت کروانے کی کوشش کرنے کے بجائے ہم اپنے ذاتی و دنیوی مفادات کے حصول کے لیے ان اختلافات کو مزید طول دینے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ قرآن مجید واضح الفاظ میں ارشاد فرمارہا ہے کہ وہ لوگ ہر قسم کے خوف اور حزن و ملال سے محفوظ رہیں گے جو اپنی اور دیگر افراد کی اصلاح میں مصروف ومشغول رہتے ہیں۔

آج کے خطبہ جمعہ میں جاننے کی کوشش کریں گے کہ اسلام میں صلح کروانے کی کیا اہمیت ہے اور صلح کروانے کے آداب کیا ہیں؟ تاکہ ہم بھی اس عظیم سنت پر عمل کرتے ہوئے معاشرے کی اصلاح میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔

لڑنے اور جھگڑنے کی ممانعت

آپس میں اتفاق سے رہو اور تفرقہ میں نہ پڑو

دین اسلام ایک دوسرے کو آپس میں مل کر رہنے، آپس میں جڑے رہنے اور لڑنے جھگڑنے سے روکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ

فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (آل عمران:103/ 105)

اورسب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو، جب تم دشمن تھے تو اس نے تمھارے دلوں کے درمیان الفت ڈال دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمھیں اس سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ تمھارے لیے اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اور لازم ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہو جو نیکی کی طرف دعوت دیں اور اچھے کام کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو الگ الگ ہو گئے اور ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے، اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح احکام آ چکے اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

تین راتوں سے زیادہ کسی سے قطع تعلقی جائز نہیں

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ

”غصہ مت کیا کرو۔ ایک دوسرے سے حسد مت کیا کرو۔ ایک دوسرے کو پیٹھ مت دیا کرو (کہ میل جول چھوڑ دو) بلکہ اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین رات سے زیادہ میل جول چھوڑے رہے۔“

سنن ابی داود:4910، قال الالبانی:صحیح

ان دونوں کو مہلت دو حتیٰ کہ یہ صلح کر لیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا، إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى

يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا

’’جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا، سوائے اس بندے کے جس کی اپنے بھائی کے ساتھ عداوت ہو، چنانچہ کہا جاتا ہے: ان دونوں کو مہلت دو حتیٰ کہ یہ صلح کر لیں۔ ان دونوں کو مہلت دو حتیٰ کہ یہ صلح کر لیں۔ ان دونوں کو مہلت دو حتیٰ کہ یہ صلح کر لیں‘‘۔

(صحیح مسلم:2565)

وہ جنت میں اکٹھے نہیں ہو سکتے

سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، فَإِنْ كَانَ تَصَارَمَا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَإِنَّهُمَا نَاكِبَانِ عَنِ الْحَقِّ مَا دَامَا عَلَى صُرَامِهِمَا، وَأَوَّلُهُمَا فَيْئًا فَسَبْقُهُ بِالْفَيْءِ، كَفَّارَتُهُ فَإِنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ، وَرَدَّ عَلَيْهِ سَلَامَهُ رَدَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ، وَرَدَّ عَلَى الْآخَرِ الشَّيْطَانُ، فَإِنْ مَاتَا عَلَى صُرَامِهِمَا لَمْ يَجْتَمِعَا فِي الْجَنَّةِ أَبَدًا

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ تین دن سے زیادہ اپنے کسی مسلمان بھائی سے قطع تعلق رکھے اگر دونوں ہی تین دن سے زیادہ قطع کلامی کئے رہے تو وہ جب تک اس حال پر رہیں گے حق سے دور رہیں گے اور جو پہلے رجوع کرلے گا اس کا یہ پہل کرنا اس کے لئے کفارہ بن جائے گا اگر اس نے دوسرے کو سلام کیا لیکن اس نے جواب نہ دیا تو سلام کرنے والے کو فرشتے جواب دیں گے اور رد کرنے والے کو شیطان اگر وہ دونوں قطع تعلقی کی حالت میں ہی مر گئے تو جنت میں کبھی اکٹھے نہ ہو سکیں گے۔

مسند احمد:16257، قال الارنووط: اسنادہ صحیح

صلح کروانے کی اہمیت

حضرات محترم! دین کبھی بھی آپس میں لڑنے اور جھگڑنے کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ لڑائی میں اپنا ہی نقصان ہوتا ہے جبکہ شیطان اور اس شیطان صفت لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید دولڑے ہوئے بھائیوں، دولڑے ہوئے میاں بیوی اور دولڑے ہوئے مسلمانوں کے گروہوں کے مابین صلح کروانے کی ترغیب دیتا ہے۔

۞ دو آپس میں لڑنے والے مسلمانوں کے درمیان صلح کروائی جائے، فرمان الٰہی ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (الحجرات:10)

مومن تو بھائی ہی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو، تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

''وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُم'' اور اپنے باہمی تعلقات درست کرو۔ ذات البین کا معنی ہے: صاحبۃ البین یعنی وہ چیز جو لوگوں کے درمیان تعلق کا سبب ہو۔ عربی زبان میں البین دو متضاد معنوں میں آتا ہے:

① جدائی اور تفرقہ:

اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ مسلمانوں کے درمیان پیدا ہونے والی جدائی اور اختلاف کو درست کیا جائے، جھگڑے کے اسباب ختم کیے جائیں، ایک دوسرے کو معاف کیا جائے اور درگزر سے کام لیا جائے۔ اس اصلاح کے نتیجے میں دوری ختم ہوجاتی ہے اور اختلاف کی گرہ کھل جاتی ہے۔

② وصل اور تعلق:

یعنی باہمی محبت، الفت اور تعلق کو درست اور مضبوط کرنا۔ اس کی اصلاح یہ ہے کہ جہاں تعلقات میں خرابی یا دراڑ آ گئی ہو اسے جوڑا جائے، اور وہ فساد دور کیا جائے جو دنیاوی معاملات پر جھگڑے اور نزاع کی وجہ سے ان تعلقات میں سرایت کر گیا ہو۔

[الأخلاق الإسلامية للميداني 230/2]

۞ میاں اور بیوی کے باہم تعلقات اگر بگڑ جائیں تو ان کی صلح کروانے کے لیے مرد اور عورت کی طرف سے ثالث مقرر کر لیے جائیں تا کہ کسی صورت وہ صلح پر آمادہ ہوسکیں۔ فرمان الٰہی ہے:

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا (النساء:35)

اور اگر تمھیں زوجین کے باہمی تعلقات بگڑ جانے کا خدشہ ہو تو ایک ثالث مرد کے خاندان سے اور ایک عورت کے خاندان سے مقرر کر لو، اگر وہ دونوں صلح چاہتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان میں موافقت پیدا کر دے گا، اللہ تعالیٰ یقیناً سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

اسی بارے میں یہ بھی فرمایا:

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا

بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ(النساء:128)

اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند سے بدسلوکی یا بے رخی کا اندیشہ ہو تو اگر میاں بیوی آپس میں سمجھوتہ کر لیں تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں اور صلح بہرحال بہتر ہے۔

حضرات محترم! میاں بیوی کے درمیان صلح کی وجہ سے خاندان کا وجود کٹنے پھٹنے سے محفوظ رہتا ہے، جس کی وجہ سے خاندانی دیکھ بھال قائم رہتی ہے، اور میاں بیوی کے تعلقات مزید مضبوط ہوتے ہیں، اور اولاد کو والدین کے متحد ہونے کی وجہ سے پر امن، اور مستحکم تربیت گاہ میسر ہوتی ہے، ہر قسم کے انحراف سے محفوظ رہتے ہوئے، والدین کی شفقت حاصل کرتے ہیں اور اچھی تربیت پاتے ہیں۔

اور اگر میاں بیوی کے درمیان جھگڑا طول پکڑ جائے، اور کوئی صلح نہ کروائے تو خاندان سلامت نہیں رہتا، بچے بگڑ جاتے ہیں، اور طلاق کے بعد رشتہ داروں کے تعلقات میں دراڑیں پڑ جانے کی وجہ سے زندگی میں انہیں ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور میاں بیوی دونوں نقصان اٹھاتے ہیں۔

۞ اگر دو مسلمانوں کی جماعتیں لڑ پڑی تو ان کی بھی صلح کروانی چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا (الحجرات:9)

"اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کی صلح کرا دو۔"

کونسی صلح کروانا جائز نہیں؟

ہر لڑائی میں صلح کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ بعض لڑائیوں میں دوونوں فریقین کا لڑائی میں رہنا ہی فائدے میں ہے، اس لیے ان کی صلح نہیں کروانی چاہیے۔ جیسا کہ سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، إِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا، أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا

مسلمانوں کے درمیان صلح کرانا جائز ہے لیکن ایسی صلح جائز نہیں جو حلال کو حرام کر دے یا حرام کو حلال کر دے۔

سنن الترمذی:1352، قال الالبانی:صحیح

حرام کو حلال کرنے والی صلح مثلاً کسی لونڈی سے وطی کرنے پر مصالحت کرنا جس سے وطی حلال نہ ہو یا ایسا مال کھانے کے لیے صلح کرنا جسے کھانا حلال نہ ہو۔

حلال کو حرام کرنے والی صلح مثلاً کوئی بیوی اپنے خاوند سے مصالحت کرے کہ وہ اسے طلاق نہ دے گا یا

اس کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کرے گا۔

یا ایسے ہی وہ دو افراد کہ اگر ان کی صلح کروادی جائے تو یقینی بات ہے کہ اس سے مزید فتنے، فساد اور اللہ کی نافرمانیاں پیدا ہوجائیں، ایسے میں صلح نہ کروانے میں ہی عافیت ہے۔ واللہ اعلم

صلح کروانے کے فضائل

صلح کروانا افضل عمل ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنَ الصَّلَاةِ وَصَلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ وَخُلُقٍ حَسَنٍ

ابنِ آدم نے نماز پڑھنے، آپس کے تعلقات کی اصلاح کرنے، اور اچھے اخلاق سے بہتر کوئی عمل نہیں کیا۔

شعب الایمان:10579، سلسلة الاحاديث الصحيحة:1448

نماز، روزہ اور صدقہ سے بھی افضل عمل

سیدنا درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟ قَالُوا : بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ : إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ الْحَالِقَةُ

کیا میں تمھیں روزہ، نماز اور صدقہ سے افضل درجہ کی خبر نہ دوں؟ (صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی:) کیوں نہیں؟ فرمایا: آپس میں صلح کروانا اور آپس میں فساد کروانا حالقہ (مونڈنے والی) ہے۔

سنن ابی داود:4919، قال الالبانی:صحیح

لوگوں کی صلح کروانا صدقہ ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ، يَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَيُعِينُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا، أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَيُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ

انسان کے ہر ایک جوڑ پر صدقہ لازم ہوتا ہے۔ ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر اگر وہ انسانوں کے درمیان انصاف کرے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے اور کسی کو سواری کے معاملے میں اگر مدد پہنچائے، اس طرح پر کہ اسے اس پر سوار کرائے یا اس کا سامان اٹھا کر رکھ دے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے اور اچھی بات منھ سے نکالنا بھی ایک صدقہ ہے اور ہر قدم جو نماز کے لیے اٹھتا ہے وہ بھی صدقہ ہے اور اگر کوئی راستے سے کسی تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دے تو وہ بھی ایک صدقہ ہے۔

صحیح البخاری:2989، صحیح مسلم:1009

اصلاح کرنے والوں کے لیے کوئی خوف اور غم نہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (الاعراف:35)

اے آدم کی اولاد! اگر کبھی تمھارے پاس واقعی تم میں سے کچھ رسول آئیں، جو تمھارے سامنے میری آیات بیان کریں تو جو شخص ڈر گیا اور اس نے اصلاح کر لی تو ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

مزید فرمایا:

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (الانعام:48)

اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے مگر خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے، پھر جو شخص ایمان لے آئے اور اصلاح کر لے تو ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

عمل اصلاح کے فوائد وثمرات

قرآن سورہ النساء میں اس عمل اصلاح کے اجر کو واضح کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

إِصْلَاحٍ م بَيْنَ النَّاسِ ط وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ اَجْرًا عَظِيْمًا (النساء: 114)

”جو کسی خیرات کا یا نیک کام کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم دیتا ہے اور جو کوئی یہ کام اللہ کی رضا جوئی کے لیے کرے تو ہم اس کو عنقریب عظیم اجر عطا کریں گے۔“

سورہ البقرہ میں ارشاد فرمایا:

وَ تُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِ ط وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (البقرۃ: 224)

''اور لوگوں میں صلح کرانے میں آڑ مت بناؤ، اور اللہ خوب سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔''

اصلاح کرنے والا اجر ضائع نہیں

اصلاح کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ (الاعراف:170)

اور جو لوگ کتاب پر مضبوطی سے کاربند ہو کر نمازیں قائم کرتے ہیں، (ان کا صلہ یہ ہے کہ) بیشک ہم اصلاح کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کریں گے۔

اصلاح کرنے والے کا اجر اللہ کے ذمہ ہے

اصلاح کرنے والوں کو رب تعالیٰ کے ہاں بہترین اجر ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ (الشوریٰ:40)

اور کسی برائی کا بدلہ اس کی مثل ایک برائی ہے، پھر جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔ بے شک وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔

صلح کروانے والا جھوٹا نہیں

ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِي خَيْرًا، أَوْ يَقُولُ خَيْرًا

جھوٹا وہ نہیں ہے جو لوگوں میں باہم صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس کے لیے کسی اچھی بات کی چغلی کھائے یا اسی سلسلہ کی اور کوئی اچھی بات کہہ دے۔

صحیح البخاری:2692، صحیح مسلم:2605

صلح میں پہل کرنے کی فضیلت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح میں پہل کرنے والے کے بارے میں ذکر کیا کہ پہل کرنے والا ہی بہترین آدمی ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاَ يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ: فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلاَمِ

کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ کے لیے ملاقات چھوڑے، اس طرح کہ جب دونوں کا سامنا ہوجائے تو یہ بھی منہ پھیر لے اور وہ بھی منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

صحیح البخاری:6077، صحیح مسلم:2560

دوسری روایت میں ہے کہ جو پہل کرے گا، اس کے گناہ جھڑ جائیں گے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ أَنْ يَصْطَرِمَا فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَإِنِ اصْطَرَمَا فَوْقَ ثَلَاثٍ لَمْ يَجْتَمِعَا فِي الْجَنَّةِ أَبَدًا، وَأَيُّهُمَا بَدَأَ صَاحِبَهُ كُفِّرَتْ ذُنُوبُهُ، وَإِنْ هُوَ سَلَّمَ فَلَمْ يُرَدَّ عَلَيْهِ وَلَمْ يُقْبَلْ سَلَامُهُ، رَدَّ عَلَيْهِ الْمَلَكُ، وَرَدَّ عَلَى ذَلِكَ الشَّيْطَانُ

تین دن سے زیادہ یہ جائز نہیں کہ دو مسلمان آپس میں تعلق توڑ کر رہیں۔ اگر وہ تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کیے رکھیں تو وہ کبھی جنت میں اکٹھے داخل نہ ہوں گے۔ اور ان دونوں میں سے جو اپنے ساتھی سے پہلے صلح کی ابتدا کرے گا، اس کے گناہ جھڑ جائیں گے۔ اگر وہ سلام کرے اور دوسرا اس کے سلام کا جواب نہ دے اور اس کے سلام کو قبول نہ کرے، تو فرشتہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے، اور دوسرے (جو جواب نہیں دیتا) کی طرف سے شیطان جواب دیتا ہے۔

صحیح الترغیب والترھیب:2759

ایک تیسری حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَأَوَّلُهُمَا فَيْئًا فَسَبْقُهُ بِالْفَيْءِ، كَفَّارَتُهُ

جو شخص پہلے صلح کرے گا، اس کی پہل اس کے لئے کفارہ بن جائے گی۔

مسند احمد:16257، صحیح ابن حبان:5635، قال الارنوؤط: صحیح

اس حدیث کے مفہوم سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر دونوں ایک دوسرے سے صلح کرنے میں سبقت کرنے کی کوشش کریں گے تو دونوں کے لئے بڑا ثواب ہے، ان کا یہ عمل ان کے لئے کفارہ بن جائے گا۔

اور مزید ایسے شخص کے لیے جنت میں ایک خوبصورت محل کی ضمانت ہے جو حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دے اور صلح کرلے۔ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ

میں ذمہ دار ہوں ایک محل کا ، جنت کی ایک جانب میں اس شخص کے لیے جو جھگڑا چھوڑ دے ،اگر چہ حق پر ہو۔ اور ایک محل کا جنت کے درمیان میں اس شخص کے لیے جو جھوٹ چھوڑ دے ،اگر چہ مزاح ہی میں ہو اور جنت کی اعلی منازل میں ایک محل کا اس شخص کے لیے جو اپنے اخلاق کو عمدہ بنا لے۔

سنن ابی داود:4800،قال الالبانی:حسن

صلح کروانے کے معاشرتی صورتیں

افراد اور جماعت میں صلح

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ أَهْلَ قُبَاءٍ اقْتَتَلُوا حَتَّى تَرَامَوْا بِالحِجَارَةِ، فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ، فَقَالَ :اذْهَبُوا بِنَا نُصْلِحُ بَيْنَهُمْ

قباء کے لوگوں نے آپس میں جھگڑا کیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک نے دوسرے پر پتھر پھینکے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا۔ چلو ہم ان میں صلح کرائیں گے۔

صحیح البخاری:2693

خاوند اور بیوی میں صلح

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي البَيْتِ، فَقَالَ: أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟ قَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي، فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ: انْظُرْ أَيْنَ هُوَ؟ فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هُوَ فِي المَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ، وَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ، وَيَقُولُ: قُمْ أَبَا تُرَابٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے دیکھا کہ علی رضی اللہ عنہ گھر میں موجود نہیں ہیں۔ آپ

نے دریافت فرمایا کہ تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ انھوں نے بتایا کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ ناگواری پیش آ گئی اور وہ مجھ پر خفا ہو کر کہیں باہر چلے گئے ہیں اور میرے یہاں قیلولہ بھی نہیں کیا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کو تلاش کرو کہ کہاں ہیں؟ وہ آئے اور بتایا کہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے، چادر آپ کے پہلو سے گر گئی تھی اور جسم پر مٹی لگ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ جسم سے دھول جھاڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے اٹھو ابوتراب اٹھو۔

صحیح البخاری:441، صحیح مسلم:2409

رشتہ داروں میں صلح

عوف بن مالک بن طفیل بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مادری بھتیجے تھے، انہوں نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کوئی چیز بیچی یا خیرات کی تو عبداللہ بن زبیر جوان کے بھانجے تھے کہنے لگے کہ:

وَاللَّهِ لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ أَوْ لَأَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا

عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایسے معاملوں سے باز رہنا چاہیے نہیں تو اللہ کی قسم میں ان کے لئے حجر کا حکم جاری کردوں گا۔

ام المؤمنین نے کہا کیا اس نے یہ الفاظ کہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ فرمایا:

هُوَ لِلَّهِ عَلَيَّ نَذْرٌ، أَنْ لاَ أُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَبَدًا

پھر میں اللہ سے نذر کرتی ہوں کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے اب کبھی نہیں بولوں گی۔

اس کے بعد جب ان کے قطع تعلق پر عرصہ گزر گیا۔ تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے ان سے سفارش کی گئی (کہ انہیں معاف فرما دیں) ام المؤمنین نے کہا ہرگز نہیں اللہ کی قسم اس کے بارے میں کوئی سفارش نہیں مانوں گی اور اپنی نذر نہیں توڑوں گی۔ جب یہ قطع تعلق عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے لئے بہت تکلیف دہ ہو گیا تو انہوں نے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن اسود بن عبد یغوث رضی اللہ عنہم سے اس سلسلے میں بات کی وہ دونوں بنی زہرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کسی طرح تم لوگ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں داخل کرا دو کیونکہ ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ میرے ساتھ صلہ رحمی کو توڑنے کی قسم کھائیں چنانچہ مسور اور عبدالرحمن دونوں اپنی چادروں میں لپٹے ہوئے عبداللہ بن

زبیر ؓ کواس میں ساتھ لے کرآئے اور عائشہ ؓ سے اندر آنے کی اجازت چاہی اورعرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،کیا ہم اندر آسکتے ہیں؟

عائشہ ؓ نے کہا آجاؤ۔انہوں نے عرض کیا ہم سب؟ کہا ہاں،سب آجاؤ۔ام المؤمنین کواس کا علم نہیں تھا کہ عبداللہ بن زبیر ؓ بھی ان کے ساتھ ہیں۔

فَلَمَّا دَخلُوا دَخلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الحِجاب، فَاعْتَنَقَ عَائِشَةَ وطَفِق يُنَاشِدُهَا ويَبْكِي، وَطَفِقَ المِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ يُنَاشِدَانِهَا إِلَّا مَا كَلَّمَتْهُ، وَقَبِلَتْ مِنْهُ، وَيَقُولاَنِ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الهِجْرَةِ، فَإِنَّهُ: لاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثِ لَيَالٍ فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيجِ، طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا نَذْرَهَا وَتَبْكِي وَتَقُولُ: إِنِّي نَذَرْتُ، وَالنَّذْرُ شَدِيدٌ

جب یہ اندر گئے تو عبداللہ بن زبیر ؓ پردہ ہٹا کر اندر چلے گئے اور ام المؤمنین ؓ سے لپٹ کر اللہ کا واسطہ دینے لگے اور رونے لگے(کہ معاف کردیں،یہ ام المؤمنین کے بھانجے تھے) مسور اور عبدالرحمن بھی ام المؤمنین کو اللہ کا واسطہ دینے لگے کہ عبداللہ بن زبیر ؓ سے بولیں اور انہیں معاف کردیں؟ ان حضرات نے یہ بھی عرض کیا کہ جیسا کہ تم کو معلوم ہے نبی ﷺ نے تعلق توڑنے سے منع کیا ہے کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ کسی اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ والی حدیث یاد دلانے لگے اور یہ کہ اس میں نقصان ہے تو ام المؤمنین بھی انہیں یاد دلانے لگیں اور رونے لگیں اور فرمانے لگیں کہ میں نے تو قسم کھالی ہے؟ اور قسم کا معاملہ سخت ہے۔

فَلَمْ يَزَالاَ بِهَا حَتَّى كَلَّمَتْ ابْنَ الزُّبَيْرِ، وَأَعْتَقَتْ فِي نَذْرِهَا ذَلِكَ أَرْبَعِينَ رَقَبَةً، وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذَلِكَ، فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ دُمُوعُهَا خِمَارَهَا

لیکن یہ بزرگ لوگ برابر کوشش کرتے رہے۔یہاں تک کہ ام المؤمنین نے عبداللہ بن زبیر ؓ سے بات کرلی اور اپنی قسم (توڑنے) کی وجہ سے چالیس غلام آزاد کئے۔اس کے بعد جب بھی آپ یہ قسم یاد کرتیں تو رونے لگتیں اور آپ کا دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہوجاتا۔

صحیح البخاری:6073

لین دین کے معاملہ میں جھگڑنے والے

سیدنا کعب ؓ سے ہے کہ:

أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي المَسْجِدِ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ، فَنَادَى :يَا كَعْبُ، قَالَ : لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ : ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هَذَا ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ - أَيِ الشَّطْرَ - قَالَ : لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ : قُمْ فَاقْضِهِ

انہوں نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے مسجد میں اپنے قرض کا تقاضا کیا۔اور دونوں کی آواز اتنی بلند ہو گئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی گھر میں سن لی۔آپ نے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھا کر پکارا اے کعب! انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے قرض میں سے اتنا کم کر دے اور آپ نے آدھا قرض کم کر دینے کا اشارہ کیا۔انہوں نے کہا کہ میں نے کم کر دیا۔پھر آپ نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اٹھ اب قرض ادا کر دے۔

صحیح البخاری:2418

قبائل اور قوموں کے مابین صلح

سیدنا انس بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا، اگر آپ عبداللہ بن ابی (منافق) کے یہاں تشریف لے چلتے تو بہتر تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے یہاں ایک گدھے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پیدل آپ کے ہمراہ تھے۔جدھر سے آپ گزر رہے تھے وہ شور زمین تھی۔جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے یہاں پہنچے تو وہ کہنے لگا ذرا آپ دور ہی رہئے آپ کے گدھے کی بو نے میرا دماغ پریشان کر دیا ہے ۔اس پر ایک انصاری صحابی بولے:

وَاللَّهِ لَحِمَارُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْيَبُ رِيحًا مِنْكَ

اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبودار ہے۔

عبداللہ (منافق) کی طرف سے اس کی قوم کا ایک شخص ان صحابی کی اس بات پر غصہ ہو گیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔پھر دونوں طرف سے دونوں کے حمایتی مشتعل ہو گئے اور ہاتھا پائی، چھری اور جوتے تک نوبت پہنچ گئی۔ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی تھی:

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا

"اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو"۔

صحیح البخاری:2691، صحیح مسلم:1799

مال کے جھگڑے میں صلح

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ، فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى العَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ، فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى العَقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي، إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الأَرْضَ، وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ، وَقَالَ الَّذِي لَهُ الأَرْضُ: إِنَّمَا بِعْتُكَ الأَرْضَ وَمَا فِيهَا، فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ، فَقَالَ: الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ: أَلَكُمَا وَلَدٌ؟ قَالَ أَحَدُهُمَا: لِي غُلاَمٌ، وَقَالَ الآخَرُ: لِي جَارِيَةٌ، قَالَ: أَنْكِحُوا الغُلاَمَ الجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا

ایک شخص نے دوسرے شخص سے مکان خریدا اور مکان کے خریدار کو اس مکان میں ایک گھڑا ملا جس میں سونا تھا جس سے وہ مکان اس نے خریدا تھا اس سے اس نے کہا بھائی گھڑا لے جاؤ۔ کیونکہ میں نے تم سے گھر خریدا ہے سونا نہیں خریدا تھا لیکن پہلے مالک نے کہا کہ میں نے گھر کو ان تمام چیزوں سمیت تمہیں بیچ دیا تھا جو اس کے اندر موجود ہوں ۔ یہ دونوں ایک تیسرے شخص کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے۔فیصلہ کرنے والے نے ان سے پوچھا کیا تمہارے کوئی اولاد ہے؟ اس پر ایک نے کہا کہ میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے۔فیصلہ کرنے والے نے ان سے کہا کہ لڑکے کا لڑکی سے نکاح کردو سونا انہیں پر خرچ کردو اور خیرات بھی کردو۔

صحیح البخاری:3472،صحیح مسلم:1721

دو جھگڑا کرنے والوں کی صلح

سیدہ عائشہ فرماتی رضی اللہ عنہا ہیں کہ:

سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ خُصُومٍ بِالْبَابِ عَالِيَةٍ أَصْوَاتُهُمَا، وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الآخَرَ، وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ، وَهُوَ يَقُولُ: وَاللَّهِ لاَ أَفْعَلُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَيْنَ المُتَأَلِّي عَلَى اللَّهِ، لاَ يَفْعَلُ المَعْرُوفَ؟، فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَلَهُ أَيُّ ذَلِكَ أَحَبَّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر دو جھگڑا کرنے والوں کی آواز سنی جو بلند ہوگئی تھی۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک آدمی دوسرے سے قرض میں کچھ کمی کرنے اور تقاضے میں کچھ نرمی برتنے کے لیے کہہ رہا

تھا اور دوسرا کہتا تھا کہ اللہ کی قسم! میں یہ نہیں کروں گا۔آخر رسول اللہ ﷺ ان کے پاس گئے اور فرمایا کہ اس بات پر اللہ کی قسم کھانے والے صاحب کہاں ہیں؟ کہ وہ ایک اچھا کام نہیں کریں گے۔ان صحابی نے عرض کیا، میں ہی ہوں اے اللہ کے رسول! اب میرا بھائی جو چاہتا ہے وہی مجھ کو بھی پسند ہے۔

صحیح البخاری:2705، صحیح مسلم:1557

صلح کروانے کے آداب

اصلاح ایک پختہ عزم، نیک نیت اور بھلائی کی خواہش رکھنے والا ارادہ ہے۔امت کو ایسی اصلاح کی ضرورت ہے جو جھگڑنے والوں کے دلوں میں رضا پیدا کرے، نزاع کرنے والوں کے درمیان محبت و موافقت واپس لائے، ایسی اصلاح جس سے نفوس کو سکون ملے اور دل آپس میں جڑ جائیں۔ یہ کام اللہ کی مخلوق میں سے صرف ایک بہترین جماعت ہی انجام دے سکتی ہے، جن کے مقام بلند ہوں، اخلاق عمدہ ہوں اور جن کی تربیت پاکیزہ ہو۔

اصلاح کے بھی کچھ اصول اور طریقے ہیں جن کی رہنمائی شریعت کے نصوص نے کی ہے اور جن پر مخلص اصلاح کرنے والوں نے عمل کیا ہے، ان میں سے چند یہ ہیں:

رضائے الٰہی کا حصول

حضرات گرامی! دونوں لوگوں کی صلح کرواتے وقت سب سے مقدم اللہ تعالٰی کی رضا ہونی چاہیے۔اللہ تعالٰی نے فرمایا:

إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا (النساء:35)

اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ دونوں کے درمیان موافقت پیدا کردے گا۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔

اس آیت کے تحت امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں کئی احتمالات ہیں:

الْأَوَّلُ: إِنْ يُرِدِ الْحَكَمَانِ خَيْرًا وَإِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَ الْحَكَمَيْنِ حَتَّى يَتَّفِقَا عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ.الثَّانِي: إِنْ يُرِدِ الْحَكَمَانِ إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ.الثَّالِثُ: إِنْ يُرِدِ الزَّوْجَانِ إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ.الرَّابِعُ: إِنْ يُرِدِ الزَّوْجَانِ إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَ الْحَكَمَيْنِ حَتَّى يَعْمَلَا بِالصَّلَاحِ، وَلَا شَكَّ أَنَّ اللَّفْظَ مُحْتَمِلٌ لِكُلِّ

هٰذِهِ الْوُجُوهِ

① اگر دونوں (ثالث/ پنچ) خیر اور اصلاح کا ارادہ کریں تو اللہ ان دونوں حکموں کے درمیان اتفاق پیدا فرما دے گا تا کہ وہ بہتر فیصلے پر متفق ہو جائیں۔
② اگر دونوں اصلاح کا ارادہ کریں تو اللہ میاں بیوی کے درمیان موافقت پیدا فرما دے گا۔
③ اگر میاں بیوی اصلاح کا ارادہ کریں تو اللہ ان دونوں کے درمیان موافقت پیدا فرما دے گا۔
④ اگر میاں بیوی اصلاح کا ارادہ کریں تو اللہ دونوں حکموں کے درمیان بھی اتفاق پیدا فرما دے گا تا کہ وہ درست طریقے سے اصلاح کا کام انجام دیں۔ اور بلاشبہ آیت کے الفاظ ان تمام احتمالات کو شامل ہیں۔
تفسیر الرازی: 598/1

لہٰذا صلح کرانے والے کو اپنا شعار اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بنانا چاہیے:

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ (هود: 88)

میں تو جہاں تک مجھ سے ہو سکے صرف اصلاح ہی چاہتا ہوں، اور میری توفیق صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے، اسی پر میں نے بھروسا کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

ورع اور دینداری

جو شخص لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے منصب پر فائز ہو، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ دیندار، پرہیز گار اور صاحبِ ورع ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور اس سے تقویٰ اختیار کرنے والا ہو؛ کیونکہ وہ اپنی بات کے ذریعے حلال اور حرام کو واضح کرتا ہے، حقوق اور امانتیں ان کے مستحقین تک پہنچاتا ہے، اور لوگوں کے درمیان عدل کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا (النساء:58)

بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو، یقیناً اللہ تمھیں یہ بہت ہی اچھی نصیحت کرتا ہے۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

(عبداللہ بن بریدہ) بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ: وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَاثْنَانِ فِي النَّارِ، فَأَمَّا الَّذِي فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضَى بِهِ، وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ، فَهُوَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ

قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں ایک جنت میں ہے اور دو آگ میں۔ جنت میں جانے والا وہ ہے جس نے حق پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا' اور جس نے حق پہچانا اور پھر فیصلے میں ظلم کیا تو وہ آگ میں ہے' اور جس نے جاہل ہوتے ہوئے لوگوں کے فیصلے کیے وہ بھی آگ میں ہے۔

سنن ابی داود: 3573، قال الالبانی: صحیح

علم اور فہم

حضرات محترم! جو شخص لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی ذمہ داری سنبھالے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس معاملے میں، جس میں صلح کرا رہا ہے، شریعتِ اسلامی کے احکام کا علم رکھتا ہو، اور جن لوگوں کے درمیان صلح کرا رہا ہے ان کے حالات سے بھی واقف ہو، تاکہ اس کا تصرف حدودِ شرع کے اندر رہے۔ کیونکہ اگر وہ ان امور سے ناواقف ہوگا تو وہ اصلاح سے زیادہ فساد کرے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (التوبة:122)

اور ممکن نہیں کہ مومن سب کے سب نکل جائیں، سو ان کے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ کیوں نہ نکلے، تاکہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں اور تاکہ وہ اپنی قوم کو ڈرائیں، جب ان کی طرف واپس جائیں، تاکہ وہ بچ جائیں۔

امام اعمش رحمہ اللہ اور ان کی بیوی کے درمیان کچھ ناچاقی ہوگئی۔ انہوں نے اپنے بعض فقیہ شاگردوں سے کہا کہ وہ ان کی بیوی کو راضی کریں اور دونوں کے درمیان صلح کرا دیں۔ وہ ان کی بیوی کے پاس گئے اور کہا:

إِنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ شَيْخٌ كَبِيرٌ، فَلَا يُزَهِّدَنَّكِ فِيهِ عَمَشُ عَيْنَيْهِ، وَدِقَّةُ سَاقَيْهِ، وَضَعْفُ رُكْبَتَيْهِ، وَجُمُودُ كَفَّيْهِ.

ابو محمد رحمہ اللہ ایک بوڑھے آدمی ہیں، لہٰذا ان کی آنکھوں کی کمزوری، پنڈلیوں کی باریکی، گھٹنوں کی کمزوری اور ہاتھوں کی سختی کی وجہ سے تم ان سے بے رغبت نہ ہو۔

یہ سن کر اعمش رحمہ اللہ نے کہا:

قَبَّحَكَ اللَّهُ، فَقَدْ أَرَيْتَهَا مِنْ عُيُوبِي مَا لَمْ تَكُنْ تَعْرِفُهُ

اللہ تمہارا برا کرے! تم نے تو اسے میرے وہ عیب بھی بتا دیے جنہیں وہ جانتی بھی نہ تھی۔

الراغب الأصفهاني: محاضرات الأدباء 494/1

جس معاملے پر جھگڑا ہو، اس کا واضح اور مکمل تصور

صلح کی کوشش اور نصیحت کے لیے آگے بڑھنے سے پہلے، جو شخص اصلاح کا کام کرے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس نزاعی معاملے کو واضح اور مکمل طور پر سمجھ لے۔ اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ دونوں جھگڑنے والے فریقوں کی بات نہ سنے، اور ہر ایک کو یہ موقع نہ دے کہ وہ اپنے دل کی بات بیان کرے اور جو کچھ اس کے اندر ہے اسے ظاہر کرے، اس طرح کہ ہر فریق کے ساتھ الگ الگ بیٹھے۔ اور اس سلسلے میں صلح کرانے والے کا اچھا سننے والا ہونا بہت مؤثر کردار ادا کرتا ہے، کیونکہ اس سے دلوں کا غصہ اور دباؤ نکل جاتا ہے، اور ان کے اندر راحت اور سکون کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَالصُّلْحُ الْجَائِزُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ هُوَ الَّذِي يُعْتَمَدُ فِيهِ رِضَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَرِضَى الْخَصْمَيْنِ، فَهَذَا أَعْدَلُ الصُّلْحِ وَأَحَقُّهُ، وَهُوَ يَعْتَمِدُ الْعِلْمَ وَالْعَدْلَ، فَيَكُونُ الْمُصْلِحُ عَالِمًا بِالْوَقَائِعِ، عَارِفًا بِالْوَاجِبِ، قَاصِدًا الْعَدْلَ، فَدَرَجَةُ هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ دَرَجَةِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ

مسلمانوں کے درمیان جائز صلح وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور دونوں جھگڑنے والے فریقوں کی رضامندی پیشِ نظر ہو۔ یہی سب سے زیادہ انصاف والی اور سب سے زیادہ درست صلح ہے۔ یہ صلح علم اور عدل پر قائم ہوتی ہے۔ لہٰذا صلح کرانے والا ایسا ہونا چاہیے جو معاملاتِ واقعہ سے باخبر ہو، واجب اور حق بات کو جاننے والا ہو، اور انصاف کا ارادہ رکھنے والا ہو۔ ایسے شخص کا مرتبہ نفلی روزہ رکھنے والے اور رات بھر عبادت کرنے والے سے بھی افضل ہے۔

صلح کے لیے مناسب وقت کا انتخاب

اسی طرح ان آداب میں سے ہے جن کا لحاظ لوگوں کے درمیان صلح کرانے والے کو کرنا چاہیے کہ وہ جھگڑنے والوں کے درمیان صلح کے لیے مناسب وقت کا انتخاب کرے، تاکہ صلح اپنے ثمرات دے اور دلوں پر زیادہ اثر انداز ہو۔

اختلاف میں اللہ تعالیٰ کی شریعت کو فیصلہ ساز بنانا

حضرات! صلح کے اس عظیم معاملہ میں ہر دو طرف سے اختلاف کے حل کے لیے شریعت اسلامیہ کو فیصل تسلیم کیا جائے۔ قومی اور علاقائی وہ سزائیں جو قرآن وسنت سے متصادم ہیں انہیں ہر گز نہ اپنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا (الاحزاب:36)

اور کبھی بھی نہ کسی مومن مرد کا حق ہے اور نہ کسی مومن عورت کا کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں کہ ان کے لیے ان کے معاملے میں اختیار ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے سو یقیناً وہ گمراہ ہو گیا، واضح گمراہ ہونا۔

عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، إِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا، أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا، وَالْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ، إِلَّا شَرْطًا حَرَّمَ حَلَالًا، أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا

صلح مسلمان کے درمیان نافذ ہوگی سوائے ایسی صلح کے جو کسی حلال کو حرام کر دے یا کسی حرام کو حلال۔ اور مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں۔ سوائے ایسی شرط کے جو کسی حلال کو حرام کر دے یا کسی حرام کو حلال کرے۔

سنن الترمذی:1352،قال الالبانی:صحیح

اصلاح میں حکمت اور خوبصورت نصیحت کی جائے

اس موقع پر دونوں فریقین کو نصیحت کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا انہیں اچھی نصیحت کی جائے اور نصیحت میں حکمت کا پہلو ہر صورت غالب ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (النحل:125)

اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا اور ان سے اس طریقے کے ساتھ بحث کر جو سب سے اچھا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ

بلاشبہ نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے، اسے مزین کر دیتی ہے اور جس چیز سے بھی نکال لی جاتی ہے، اسے بدنما اور عیب دار کر دیتی ہے۔

صحیح مسلم:2594

صلح کرواتے وقت عدل وانصاف کا لزوم

صلح میں عدل اور تقویٰ کو لازم پکڑنا، کیونکہ اگر صلح کسی ایسی اجتماعی جماعت کی طرف سے ہو جو عدل و تقویٰ میں معروف ہو تو سب پر لازم ہے کہ اس کی پابندی کریں اور اس کے فیصلوں کو تسلیم کریں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

(المائدۃ:8)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر خوب قائم رہنے والے، انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمھیں ہرگز اس بات کا مجرم نہ بنا دے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو، یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بسا اوقات ہم صلح کرواتے وقت امیر اور بڑے آدمی کی طرف داری کرتے ہیں اور غریب آدمی یا چھوٹے آدمی کو خوف دبا دیتے ہیں کہ وہ ہر صورت صلح پر آمادہ ہو۔ جبکہ اس کے اوپر ظلم ہوا ہوتا ہے، یا اس کے ساتھ حق تلفی روا رکھی گئی ہوتی ہے اور صلح کے وقت پچھلی باتوں کو یکسر بھلانے کا کہہ کر صلح کے لیے مجبور کیا جاتا ہے۔

ایسی صورت میں اگر وہ صلح پر تیار نہ ہو تو پہلے اس کے نقصان کو پورا کیا جائے، ظلم کی صورت میں اس کا بدلہ دیا جائے پھر اس کی صلح کروائی جائے۔

جھگڑنے والوں کے درمیان قربت پیدا کرنا

مصلح کو چاہیے کہ دونوں جھگڑنے والوں کی منفی باتیں ایک دوسرے کو نہ بتائے، بلکہ دونوں کو قریب کرنے کے لیے اگر کسی جھوٹ کا سہارا بھی لینا پڑے تو اسے جھوٹ بولنے کی بھی اجازت ہے۔ جیسا کہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

لَيْسَ الكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِي خَيْرًا، أَوْ يَقُولُ خَيْرًا

جھوٹا وہ نہیں ہے جو لوگوں میں باہم صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس کے لیے کسی اچھی بات کی چغلی کھائے یا اسی سلسلہ کی اور کوئی اچھی بات کہہ دے۔

صحیح البخاری: 2692، صحیح مسلم: 2605

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ الْكَذَّابُ الْمَذْمُومُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، بَلْ هٰذَا مُحْسِنٌ.

وہ مذموم جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے، بلکہ یہ شخص نیکی کرنے والا ہے۔

اللَّهُمَّ أَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا، وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ، وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ، وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَبَارِكْ لَنَا فِي أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوبِنَا وَأَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا، وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، وَاجْعَلْنَا شَاكِرِينَ لِنِعْمَتِكَ، مُثْنِينَ بِهَا، قَابِلِيهَا، وَأَتِمَّهَا عَلَيْنَا يَا كَرِيمُ

انتخاب: حافظ زبیر بن خالد مرجالوی

ہمارے خطبات اور دروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجئے

کال کے لیے:
حافظ زبیر بن خالد مرجالوی
+923086222418
+923111701903

واٹس ایپ رابطہ کے لیے:
+923111701903
+923036604440
+923086222416